مدینۃ المسیح

(۱) حضرت امیر المؤمنین ایدہ اللہ بخیر وعافیت ہیں حضور آریہ اور عیسائی مذہب کی تردید میں دو مختلف کتابیں لکھنا چاہتے ہیں۔ اللہ تعالےٰ آپ کے عزم میں برکت دے۔

(۲) اہل بیت مسیح موعود میں بہمہ وجود خیریت ہے

(۳) حضرت امیر المؤمنین کے پسر موعود و مصلح موعود ہونے کے بارے میں پیر منظور محمد صاحب نے ایک ۳۲ صفحے کا رسالہ لکھا ہے جو تشحیذ میں شائع ہوا ہے۔ اور الگ بھی ایک ہزار جلد اُس کی چھپوائی گئی ہے اس رسالہ میں مصلح موعود کی تعیین کے بارے میں حضرت مسیح موعود کے تمام اشتہارات کی عبارات بالترتیب جمع کردی ہیں۔ ان کے پڑھنے سے یقین کامل ہو جاتا ہے۔ کہ حضرت صاحبزادہ صاحب ہی وہ مصلح موعود ہیں۔ جو مسیح موعود کے مقاصد کی تکمیل فرماویں گے۔ یہ رسالہ محصول ڈاک (تین رسالے آدھ آنہ کے ٹکٹ میں آسکتے ہیں) اور فی رسالہ آدھ آنہ قیمت کے حساب ٹکٹ بھیجنے سے دفتر الفضل کی معرفت مل سکے گا۔

(۴) افسر تعلیم کی یہ رپورٹ بہت افسوس سے سنی جائیگی کہ ماسٹر صدر الدین صاحب جاتے وقت چارج نہیں دے گئے اور بہت سی چیزیں گم ہیں۔ اور بقایا بھی اُن کے وقت کا بہت ہے۔ اور انھوں نے بعض طلباء کو بغیر وصول کرنے بقایا کے سرٹیفکیٹ یا رول نمبر دیدیئے اور نیز ماسٹر صاحب نے اپنے وقت میں مدرسے سے مارچ کی تنخواہ اور دفتر سکرٹری سے ایک ماہوار گرانٹ ہائی سکول کا بل وصول کرکے بے قاعدہ طور پر اپریل کی تنخواہ وصول کرلی۔ ماسٹر صاحب نے یہ لاپرواہی و بے قاعدگی جو فرمائی ہے۔ اُن کی شان کے شایان نہ تھی افسوس ہے۔ کہ انجمن نے بروقت نوٹس لینے میں لحاظ سے کام لیا اب گم شدہ اشیاء کی فہرست اور اُن کی قیمت کا اندازہ لگانے اور جو بقایا غیر وصول شدہ رہ گئے ہیں۔ ان کا تخمینہ لگا کر وصول کرنے کی کوشش کی جانے کی فکر میں ہیں۔ یہ بھی معلوم ہوا ہے۔ کہ بعض لوگوں کا روپیہ بحساب مدرسہ بورڈنگ صاحب موصوف کے پاس آیا۔ مگر آپ نے خدا جانے کس خیال یا وجہ سے داخل نہیں کرایا۔ گو ماسٹر صاحب کی دیانت پر ہمیں کوئی اعتراض نہیں۔ مگر جو بے قاعدگیاں بیان کی جاتی ہیں۔ وہ صحیح ہونے کی صورت میں قابل اعتراض و افسوس ضرور ہیں۔

تازہ خبریں

(اوٹکمنڈ ۲۵ ـ مئی) آج مدراس لیجیسلیٹو کونسل کے اجلاس میں ممبروں نے نوجوانوں میں سگرٹ نوشی کی بڑھتی ہوئی رو کو روکنے پر زور دیا ہے۔ اس سے پیشتر گورنمنٹ نے ڈائرکٹر آف پبلک انسٹرکشن کو حکم دیا ہے۔ کہ سکول کی عمارت اور احاطہ میں سگرٹ پینے والے لڑکوں کو سزائیں دیجائیں۔

(بمبئی ۲۷ ـ مئی) بمبئی میں پیر کولابا کے گودام میں سخت آتشزدگی ہوئی۔ آگ تمام دن جلتی رہی۔ اور رات کو بھی کچھ عرصہ تک جلتی رہی۔ خیال کیا جاتا ہے کہ اس سے پندرہ لاکھ کا نقصان ہوا ہے اس سے پہلے بمبئی میں چھتیس ۳۶ دفعہ آگ لگ چکی ہے۔ آج تک ان آتشزدگیوں سے ۲۸ ـ لاکھ کا نقصان ہوا ہے۔

(برلن ۲۶ مئی) اعلان کیا گیا ہے کہ البانیہ کی بین الاقوامی سپاہ میں جرمنی اپنی طرف سے کسقدر جمعیت اضافہ کرنے پر آمادہ ہے بشرطیکہ تمام سلطنتیں اس کارروائی میں حصہ لیں۔

(لنڈن ۲۶ مئی) بلفاسٹ لنڈن ڈری ڈبلن اور السٹر کے تمام علاقہ میں کل تمام سکوت رہا ہر مقام پر امداد پولیس متعین کی گئی اور شہر ممبروں نے فرقے اپنی اپنی حدود کے اندر رہے۔ بلفاسٹ کے بازار قریباً سنسان ہو گئے۔ اور بعض لوگ اپنے مکانات سے نہ نکلے۔

باہتمام منشی غلام رسول مینجر ضیاء الاسلام پریس قادیان چھپکر حضرۃ صاحبزادہ میرزا بشیر الدین محمود احمد صاحب پرنٹر و پبلشر و پروپرائیٹر کیلئے شائع ہوا۔

مختصر نوٹ

المنیر ہوش کرے

المنیر کا دماغ کچھ بہت ہی ٹھوس معلوم ہوتا ہے کہ وہ پچھلے منبر کی مزاج پرسی کو کافی نہیں سمجھا۔ اب ایک مفسر کے بہروپ میں تشریف آوری ہوئی ہے۔ ارشاد ہوتا ہے۔ لا تقولوا لمن القی الیکم السلام لست مومنًا۔ اہل قبلہ تو کجا کسی ایسے کو بھی جو ہمیں صرف ظاہری السلام علیکم ہی کہے۔ کافر نہیں کہنے دیتی ؛

یہ بالکل غلط تفسیر ہے۔ کیا جو شخص السلام علیکم کہے وہ مؤمن ہے۔ خواہ خدا کا یا اس کے رسول محمد مصطفٰے (صلعم) کا انکار کرے۔ ہرگز نہیں۔ خود ہمارے یہاں ایک ہندو ہے ہمیشہ السلام علیکم کہتا ہے کوئی وعدہ کرے تو انشاء اللہ ضرور کہے گا۔ شکریہ کی بجائے جزاک اللہ۔ اور یہ ایسے اوصاف ہیں کہ کئی غیر احمدی مدعیان اسلام میں بھی نہیں پائے جاتے۔ مگر باوجود اس کے ہم اور غالباً آپ کے علماء بھی اسے کافر ہی کہینگے ہمارے نزدیک تو دائرہ اسلام کے اندر اس وقت انسان آتا ہے۔ جب سات اصول پر ایمان لائے۔ اور محمد رسول اللہ کے ساتھ احمد نبی اللہ پر بھی ایمان لائے۔ جو وقت کا نبی ہے اس آیت کے معنے کسی تفسیر سے دیکھو کبھی یہ معنے کسی نے نہیں لکھے کہ جو السلام علیکم کہے۔ پھر خواہ اور کتنی باتیں کفر کی اس میں ہوں وہ مؤمن ہے۔ اور اسے غیر مؤمن کہنا جائز نہیں۔ باقی رہی تعداد۔ سو اس کے جواب میں ہم نے آپ سے کہا تھا آپ کو تعداد سے کیا غرض کام دیکھئے۔ ہم خواہ ۱۸ ہزار ہوں بہرحال آپ سے ہمارا پلہ بھاری ہے۔ پھر یہ تعداد تو صرف پنجاب کی ہے اور کہاں ہم نے کبھی لکھا ہے کہ ہم صرف پنجاب میں چار پانچ لاکھ ہیں۔ اور کب آپنے تمام بر اعظم ایشیاء و یورپ و امریکہ و افریقہ کی مردم شماری سے ثابت کر دیا ہے کہ آپ لوگ چار پانچ لاکھ نہیں ہاں ہم نے یہ سچ کہا تھا کہ آپ احمدیہ بلڈنگس لاہور کے چند افراد کے رحمت سرا ہیں۔ اور ان کی وسیع القلبی کے قائل ہیں مگر کسی موقعہ پر اگر آپ اکٹھے ہو جائیں۔ تو نماز کے وقت ڈاکٹر محمد حسین شاہ صاحب یا مولوی محمد علی صاحب آپ سے ایسے ہی الگ ہو جاینگے جیسے کسی ادر کتابی کافر سے الگ ہو جاینگے گویا اپنے عمل سے بتا دینگے کہ ہم تمہیں مسلمان نہیں سمجھتے۔ شکر ہے کہ اہل سنت کی حقیقت کو آپ نے خود ہی واضح کر دیا ہے جیسا کہ آپ کہتے ہیں یہ کسی اہل سنت کی مسجد میں قدم تو رکھ کر دیکھو۔ جب کوئی غیر مرزائی آپ کو اپنی مساجد میں قدم ہی نہیں رکھنے دیتا؟

ہم تو ان المساجد للہ قرآن شریف میں پڑھتے ہیں پس جو مسجد اللہ کی نہیں بلکہ کسی مخلوق کی ہوگی۔ ہمیں اس صورت میں جانے کی ضرورت ہی کیا ہے۔ اور جو غیر مرزائی اپنی مسجد میں قدم نہیں رکھنے دیگا وہ خود ہی من اظلم ممن منع مساجد اللہ ان یذکر فیہا اسمہ (اس سے بڑھ کر بڑا کافر کون ہے جو اللہ کی مسجدوں سے کسی کو روکے اس سے کہ اس میں اللہ کا نام لیا جائے) کے فتوے کے نیچے آئیگا۔ اور ہمارے بیان پر اپنے عمل سے مُہر لگا دیگا۔ جبر آپ اتنے چراغ پا ہوئے ہیں ؛

اگر اب بھی تسلّی نہ ہوئی ہو تو کسی آیندہ ایشو میں پوری پوری دعوت کیجائے گی ؛

اخبارِ ملّت کی رائے

ہم کو مولانا مولوی نور الدین صاحب سابق مقتدائے اعظم فرقہ احمدیہ کی زندگانی ہی میں اس امر کا اندیشہ تھا کہ ان کی وفات پر فرقہ احمدیہ میں سخت پھوٹ اور نفاق نمودار ہوگا وہ تمام اصحاب جو خواجہ کمال الدین صاحب اور ان کے رازدان دوستوں کے رویہ کو جانتے تھے اس اندیشہ میں ہمارے ساتھ متفق تھے افسوس ہے کہ مولوی صاحب کی وفات پر وہی ہوا جس کا کھٹکا تھا۔ لاہور کی اس پارٹی نے جو خواجہ کمال الدین صاحب کی فدائی ہے یا بانئے فرقہ احمدیہ کے بڑے صاحبزادہ کی خلافت سے انکار کر دیا اور اتمام حجت کے لئے کہدیا کہ اب خلافت کی ضرورت نہیں ہم ان صاحب کے مذہبی عقائد کی تنقید کرنا نہیں چاہتے اور نہ ہی یہ بات ہمارے فرائض میں شامل ہے۔ البتہ اتنا کہنے میں ہمیں درنگ نہیں۔ اور شاید کسی کو بھی نہ ہو کہ کسی ایک جماعت کو متحد و متفق رکھنے کے لئے ایک مرکز کا ہونا لازمی ہے۔ اور جب تک کوئی قوم ایک شخص کو اپنا سردار یا رہنما یا لیڈر یا امام یا خلیفہ یا جو بھی کہو تسلیم نہ کرے وہ کبھی بھی متحد نہیں ہو سکتی۔ از روئے اسلام ہمارا ہر فعل ضوابط و قواعد کی پابندیوں سے جکڑا ہوا ہے اگر تین مسافر ہوں تو ان کو بھی تاکید ہے کہ اپنے میں سے ایک کو سردار بنالیں۔ نماز کے وقت ایک سے زیادہ نمازی ہوں تو امام کا ہونا ضروری ہے اور یہ بات تو ایک بچہ بھی سمجھ سکتا ہے۔ کہ کثیر التعداد جماعت کے لئے کسی ایک شخص کا امام ہونا لازمی بلکہ الزم ہے۔ یہاں ہم امام کے اختیارات کی بحثوں میں پڑنا نہیں چاہتے البتہ اسلام کا حکم یہ ہے کہ خلیفہ اپنی مدد کے لئے مجلس شوریٰ قائم کرے۔ مگر وہ اس مجلس کے فیصلہ کو ماننے پر مجبور نہیں ہے۔ ٹرکی۔ ایران وغیرہ میں جو دستوری حکومت ہے وہ یقیناً خلاف شرع ہے یہ دوسری بات ہے کہ جبر اور قہر سے جواز کا فتوےٰ حاصل کر لیا جائے۔ ٹرکی و ایران میں وہاں کے حکمران اس وقت محض بمنزلہ کٹ پتلی کے ہیں۔ حالانکہ اسلام بادشاہ کو مجلس شوریٰ کے فیصلوں کو رد و مسترد کر دینے بلکہ بذاتہ مجلس کو نابود کر دینے کا اختیار دیتا ہے، خلیفہ کو مجلس شوریٰ کے قیام پر مجبور نہیں کیا گیا۔ صرف اخلاقی طور پر مجلس کے قیام کا مشورہ مذہب نے دیا ہے ویس ؛

معلوم ایسا ہوتا ہے کہ خواجہ کمال الدین صاحب کی پارٹی جو حزب الاحرار کی ایک شاخ ہے۔ اپنے فرقہ کی خلافت کو ترکی و ایرانی دستور کا مثنیٰ بنانے پر تلی ہوئی ہے یا بہ الفاظ دیگر وہ اپنے فرقہ کی دھجیاں اسطرح بکھیرنا چاہتی ہے۔ جس طرح کہ دشمنان ملت نے ترکی خلافت اور ایرانی شہنشاہت کی بکھیری ہیں بعض احباب کا خیال ہے کہ اگر خواجہ کمال الدین یا مولوی محمد علی صاحب بنائے جاتے تو لاہور کے احمدی اصحاب سر تسلیم خم کر دیتے اور خلافت کے منکروں پر نفاق و پھوٹ کا الزام لگاتے۔ بہرحال ہماری رائے یہ ہے کہ اگر یہ لوگ فرقہ احمدیہ کو قائم رکھنا چاہتے ہیں تو ان کو خلافت کے سامنے جھکنا پڑیگا۔ ہاں اگر وہ اس فرقہ کی بیخکنی چاہتے ہیں یا خود احمدی رہنا پسند نہیں کرتے اور دوسرے مسلمانوں کے ساتھ شریک حال ہونے کو بہتر جانتے ہیں تو یہ دوسری بات ہے اور ہم تو خوش ہونگے کہ سارے مسلمان ایک رشتہ اخوۃ میں منسلک ہو جائیں۔ وما علینا الا البلاغ ؛

احمد نبی اللہ

۲۰- مئی ۱۹۱۴ء کے پرچہ الفضل میں جو مضمون کہ مبشرا برسول یاتی من بعدی اسمہ احمد پر پیغام کے جواب میں چھپا ہے اور لوگوں نے حلفیہ شہادتیں دی ہیں ان کے متعلق ایک حوالہ حضرت خلیفۃ المسیح کا مجھ کو بھی قرآن شریف کے نوٹوں سے ملا ہے۔ حضرت اقدس فرماتے ہیں کہ ہر ایک نبی اپنے مثیل کی پیشگوئی کرتا ہے حضرت موسیٰ علیہ السلام نے اپنے مثیل رسول اللہ کی پیشگوئی کی اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے اپنے مثیل احمد کی پیشگوئی کی ؛

اب اس عبارت سے صاف آدمی سمجھ سکتا ہے کہ جناب خلیفۃ المسیح حضرت مسیح موعود کو ہی مبشرا برسول یاتی من بعدی اسمہ احمد کا مصداق سمجھتے تھے۔ اور کئی بار درس میں حضور نے یہ معنے بیان فرمائے اور ہم نے سُنے اور یہ معنے میرے قرآن شریف کے حاشیہ پر حضرت خلیفۃ المسیح کے درس سے نوٹ کئے ہوئے ہیں ؛

عبد الرب۔ نومسلم خزانچی۔ پھلرون

دُعا کرو

کمترین معہ عیال و اطفال خود بعارضہ خارش سخت تکلیف میں ہے۔ ایک ملازمت۔ دوسرا پردیس۔ تیسری جگہ قرضہ

حضرت صاحبزادہ اولوالعزم خلیفۃ المسیح والمہدی مرزا بشیرالدین محمود احمد صاحب کے فرمائے ہوئے درس قرآن شریف سے نوٹ

پارہ ۲۹ - سورۃ القلم - بقیہ رکوع اوّل

گذشتہ سے پیوستہ

لطیف تمہید سے شروع ہوتا ہے - یعنی بسم اللہ الرحمٰن الرحیم - ہر ایک کام میں نیک نیت اور بد کا ہو جانا ممکنات سے ہے - مثلاً نماز پڑھنا اگرچہ اچھا کام ہے - لیکن جب نیت یہ ہو کہ لوگ نمازی اور پرہیزگار کہیں تو یہی نماز انسان کے لئے گناہ کا موجب ہو جاتی ہے - اگر کوئی روزے اس لئے رکھے کہ لوگ صوفی اور ولی کہیں - یا حج اس لئے کرے کہ اس کی دوکان کے بورڈ پر اس کے نام کے ساتھ حاجی کا لفظ لکھا جائے جس سے تجارت میں ترقی ہو یا کوئی قرآن شریف اس لئے حفظ کرے کہ بعض مسلمان ریاستوں میں محصول تجارت معاف ہو جاتے تو گویہ تمام فعل نیک ہیں - لیکن نیت بد ہونے کی وجہ سے یہ سب عبث ہو جاتے ہیں - اور انسان اسقدر اعلےٰ درجہ کی چیز کو نیت سے بد بنا لیتا ہے ؁

قرآن شریف پڑھنے والا بسم اللہ کو پڑھتا ہے جس کی غرض ہوتی ہے کہ اس کتاب کو تو میں شروع کرتا ہوں لیکن اللہ سے مدد چاہتا ہوں کہ میری نیت بد نہ ہو جائے - اس سے آگے اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ ۙ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ۙ مٰلِکِ یَوْمِ الدِّیْنِ ؕ اِیَّاکَ نَعْبُدُ وَ اِیَّاکَ نَسْتَعِیْنُ ؕ اِھْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِیْمَ ۙ صِرَاطَ الَّذِیْنَ اَنْعَمْتَ عَلَیْھِمْ ۙ غَیْرِ الْمَغْضُوْبِ عَلَیْھِمْ وَلَا الضَّآلِّیْنَ ؀ ہے کہ سب تعریفیں اللہ تعالیٰ کے لئے ہی ہیں کوئی اور ایسا نہیں ہو سکتا جس کو کسی تعریف کا مستحق سمجھا جائے - یہاں سوال پیدا ہو سکتا تھا کہ تعریفیں تو آدمیوں کی بھی لوگ کرتے ہیں سب خدا کے لئے ہی کس طرح ہو سکتی ہیں - اسلئے اُس سوال کا جواب بھی ساتھ ہی دے دیا کہ وہ ربّ العالمین ہے یعنے جو کوئی چیز جہاں کہیں بھی ہے - اُسی کے فضل سے تربیت پاتی ہے - پس اگر کوئی انسان کسی پر احسان کرے تو درحقیقت اللہ تعالیٰ ہی کی دی ہوئی نعمت میں دوسرے کو شریک کرتا ہے اسلئے اللہ تعالےٰ ہی اصل حمد کا مستحق ہے - مثلاً اگر کسی آدمی کی تعریف سخی ہونے کی وجہ سے کی جاتی ہے تو سخاوت کا اصل اللہ تعالےٰ ہے کیونکہ اسی کے پیدا کئے ہوئے رزق سے انسان نے سخاوت کی - اور اسی کے پیدا ہوئے دل سے جرأت کی - اور اسی کے پیدا کردہ ہاتھوں سے یا زبان سے کوئی مال کسی فقیر کو دیا یا دلوایا - پس اگر کسی اور شخص نے کسی کو کچھ دیا - تو وہ اللہ تعالیٰ نے ہی دیا ہے - اسلئے اصل تعریف اللہ تعالیٰ ہی کی ہے ؁

قرآن شریف کا خاتمہ قُلْ اَعُوْذُ بِرَبِّ النَّاسِ ۙ مَلِکِ النَّاسِ ۙ اِلٰہِ النَّاسِ ۙ مِنْ شَرِّ الْوَسْوَاسِ ۙ الْخَنَّاسِ ۙ الَّذِیْ یُوَسْوِسُ فِیْ صُدُوْرِ النَّاسِ ۙ مِنَ الْجِنَّۃِ وَ النَّاسِ ؏ یعنے مجھے کوئی پھانسی نہیں دے سکتا - مجھ کوئی صلیب پر نہیں لٹکا سکتا - مجھے کوئی بادشاہ دُکھ نہیں دے سکتا - میں اللہ تعالیٰ کی پناہ میں ہوں - یہ قرآن شریف کا خاتمہ ہے - غرضیکہ قرآن شریف کو شروع سے اخیر تک دیکھ جاؤ - دنیا کی کوئی اور کتاب کسی صورت میں بھی اس کا مقابلہ نہیں کر سکتی (۱) عام انسانوں کی بنائی ہوئی کتابیں (۲) علماء کی بنائی ہوئی (۳) وہ کتابیں جن کو الہامی کہا جاتا ہے - کوئی مقابلہ پر نہیں ٹھہر سکتیں ؁

مَآ اَنْتَ بِنِعْمَۃِ رَبِّکَ بِمَجْنُوْنٍ ؏ وَاِنَّ لَکَ لَاَجْرًا غَیْرَ مَمْنُوْنٍ ؏ — یعنے میں قلم اور دوات سے جو کچھ لکھا گیا ہے اُسے شہادت کے طور پر پیش کر کے کہتا ہوں کہ تو مجنون نہیں ہے - اور اس کی دوسری دلیل یہ ہے کہ مجنون کے کام کا بدلہ نہیں ہوتا - لیکن تجھے تو اجر ملے گا جو کبھی کاٹا نہیں جائیگا ؁

مجنون ساری ساری رات پھرتے رہتے ہیں اور لوگوں کو جگاتے رہتے ہیں لیکن ان کو کوئی مزدوری وغیرہ نہیں دیجاتی - حالانکہ پہرہ دار جو کہ اس سے کم ہی پھرتا ہے کچھ نہ کچھ تنخواہ پاتا ہے - مجنون آدمیوں کا فعل عبث ہوتا ہے - جس کا کوئی نتیجہ نہیں ہوتا اسلئے فرمایا کہ اگر یہ مجنون ہے تو اسقدر انعامات اللہ تعالیٰ کی طرف سے اسپر کیوں ہو رہے ہیں پھر

وَاِنَّکَ لَعَلٰی خُلُقٍ عَظِیْمٍ ؀ — مجنون تو بڑے بد خلق ہوتے ہیں - لیکن تو بڑے خلق والا ہے ؁

فَسَتُبْصِرُ وَیُبْصِرُوْنَ ۙ بِاَیِّکُمُ الْمَفْتُوْنُ — پس تو بھی دیکھ لیگا - اور وہ بھی دیکھ لینگے - کہ انجام کس کا اچھا ہوتا ہے - اور کون مفتون ہے ؁

مفتون (۱) معذب کو بھی کہتے ہیں - کیونکہ سونے کے آگ میں ڈالنے کو فتنہ کہتے ہیں - پس اس آیت کے یہ معنے ہوئے کہ تم کو معلوم ہو جائے گا کہ تم میں سے کون عذاب دیا گیا ہے (۲) اس کے معنے مجنون کے بھی ہیں - اور بآ کے معنے فی کے ہیں - پس یہ مطلب ہوا کہ تم کو معلوم ہو جائے گا کہ دونوں جماعتوں میں سے کونسی جماعت ہے جسمیں مجنون ہے یعنے کون پاگل کے ماتحت ہے وہ جو کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ماتحت ہے یا وہ جو کہ انکے خلاف ہے ؁

اِنَّ رَبَّکَ ھُوَ اَعْلَمُ بِمَنْ ضَلَّ عَنْ سَبِیْلِہٖ ص وَھُوَ اَعْلَمُ بِالْمُھْتَدِیْنَ ؏ — تیرا رب خوب جانتا ہے - اس کو جو اُسکے رستے سے پھر گیا - اور ان کو جو اسکے رستہ پر ہیں ؁

فَلَا تُطِعِ الْمُکَذِّبِیْنَ ؀ — پس جبکہ تم میں ایسی خوبیاں ہیں اور دشمن حق سے دور ہیں - اور تم کو مجنون کہتے ہیں - اور ایسے احمق ہیں جنہیں یہ بھی معلوم نہیں کہ مجنون کون ہوتا ہے - تو تمہیں کیا ضرورت ہے کہ انکی باتیں مانو ؁

وَدُّوْا لَوْ تُدْھِنُ فَیُدْھِنُوْنَ ؀ — یہ شریر تو چاہتے ہیں کہ تم کچھ نرم ہو جاؤ تو کچھ نرمی وہ کریں - ان آیات میں بھی آجکل کے زمانہ کا گویا نقشہ کھینچ دیا گیا ہے - چنانچہ یہاں علوم کا ذکر ہے - اور علوم کا دروازہ جس طرح آجکل کھلا ہے پہلے کبھی اس طرح نہیں کھلا - اور جسقدر اس زمانہ میں مذاہب نکلے ہیں - رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں نہ تھے

دھن کے معنی چکنائی کے ہیں - اور اس آیت سے یہ مراد ہے - کہ یہ لوگ چاہتے ہیں کہ کچھ چکنی چپڑی باتیں تم کرو تو کچھ یہ کریں - اس زمانہ میں یہ فتنہ بہت کثرت سے ہے - غیر احمدی چاہتے ہیں کہ کچھ چکنی چپڑی باتیں احمدی کریں اور کچھ ہم - تو بس صلح ہو جائے - اور احمدی و غیر احمدی ایک سٹیج پر جمع ہو جاویں - غیر احمدی کہدیں کہ ہم مرزا صاحب کو اچھا سمجھتے ہیں ان کو

بزرگ مانتے ہیں۔ انھوں نے اسلام کی بڑی خدمت کی ہے۔ اور احمدی کہدیں کہ سید احمدؒ بڑا اچھا تھا اس نے یہ کیا وہ کیا۔ غرض کہ غیر احمدی تو احمدیوں کو زبانی طور پر اچھا کہدیں اور احمدی باقی طور پر غیر احمدیوں کی تعریف کر دیں۔ اور آپس میں صلح ہو جائے۔ حالانکہ یہی مسلمان انہیں کے موٹھ پر جو ان سے صلح کرنی چاہتے ہیں کہتے ہیں کہ مرزا صاحب اچھے آدمی تھے۔ نیک تھے لیکن انھیں غلطی لگ گئی ہے اور انھوں نے مسیح موعود کا دعوےٰ کرنے میں جھوٹ بول دیا ہے بعض احمدی یہ سُنکر خوش ہو جاتے اور سمجھتے ہیں کہ یہ لوگ تو احمدیت کے بالکل قریب آگئے ہیں کے را بگیر و دیگر را دعوئ کن پر عمل کرنا چاہیئے۔ لیکن یہ بہت بُرا مرض ہے۔ ایسے شریروں کی ظاہری شکلیں تو پھوڑے کی طرح خوشنما معلوم ہوتی ہیں لیکن اگر ان کو ذرا سا چھیڑ دیا جائے تو گالیوں پر اُتر آتے ہیں۔ اور تمام تعلقات کو قطع کر دیتے ہیں۔ انکی دوستی اور محبت کا اس وقت پتہ لگتا ہے جبکہ کوئی مُصیبت کا وقت آتا ہے۔ غیر احمدی کبھی احمدیوں کے کام نہیں آئے ٭

مسلم یونیورسٹی کا چندہ جمع کرنے کے وقت نواب وقار الملک کی تاریں حضرت خلیفۃ المسیح مرحوم و مغفور کے نام آئی تھیں کہ خواجہ صاحب کو بھیجو تاکہ یونیورسٹی کی تائید میں لیکچر دیں۔ لیکن جب احمدیوں سے روپیہ مل گیا۔ اور ان سے کام بھی لے لیا تو ممبر بنانے کے وقت ان کو پوچھا بھی نہیں ٭

گورنمنٹ کے پاس یہ لوگ جا کر کہتے ہیں کہ احمدی باغی ہیں۔ فساد پھیلاتے ہیں وغیرہ وغیرہ لیکن سامنے آکر کہدیتے ہیں کہ ہم تو آپ کو بہت اچھا جانتے ہیں ٭

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو یہودی کہا ہے۔ کیا یہودیوں کے دل کبھی نرم ہو سکتے ہیں؟ یہود کو جو دشمنی عیسیٰ علیہ السلام سے تھی وہی ان کو ہم سے ہے۔ ہمارے ہر کام میں انھوں نے مخالفت کی ہے۔ کبھی ہمیں ان سے آرام نہیں ملا۔ انگریزوں سے ہمیں کوئی تکلیف نہیں پہنچی لیکن مسلمانوں کی جہاں جہاں ریاستیں یا حکومتیں ہیں۔ وہاں ہمیں تکلیف ہی دیکھنی ہے۔ کابل میں مولوی عبد اللطیف صاحب کو شہید کیا گیا۔ ترکوں کی سلطنت میں ہمارے ایک دوست نے اشتہار چھپوا کر بھیجے تھے۔ ان کو دیواروں سے چسپاں کئے ہوئے اُتارا گیا۔ اور جس شخص نے وہ اشتہار بٹوائے تھے اس کے خلاف جوش کا اظہار کیا گیا۔ غرضیکہ جہاں ان کو موقع ملتا ہے پوری عداوت اور دشمنی کا اظہار کرتے ہیں ٭

ایک لیڈر قوم مولوی صاحب کو ایک احمدی سے کچھ کام لینا تھا۔ اُس نے ایک مجلس میں اقرار کیا کہ خاتم النبیین کے ہرگز وہ معنے نہیں ہو سکتے جو علماء کرتے ہیں۔ معنے وہی ٹھیک ہیں جو مرزا صاحب نے کئے ہیں۔ لیکن جب کام ختم ہو گیا تو اسی ہفتہ میں اُسی موٹھ سے اُس نے کہا کہ مرزا صاحب تو اپنے آپ کو نبی کہتے ہیں۔ حالانکہ کوئی عقلمند انسان اس بات کو قبول نہیں کر سکتا کہ خاتم النبیین کے بعد کوئی نبی آسکتا ہے ٭

وَلَا تُطِعْ كُلَّ حَلَّافٍ مَّهِينٍ ۙ

وہ چاہتے ہیں کہ تم کو ڈھیلا کر دیں اور تم میں فتنہ ڈلوا دیں۔ اس لئے بات بات پر یقین دلانے کے لئے قسمیں کھاتے ہیں۔ لیکن تم ہرگز ان کی قسموں پر یقین نہ کرو۔ یہ بالکل غلط کہتے ہیں ٭

مہین (۱) قلیل العقل (۲) کمزور (۳) حقیر

هَمَّازٍ مَّشَّاءٍ بِنَمِيمٍ ۙ

جب چلے جاتے ہو تو پیچھے یہ ہنستے ہیں کہ خوب ان کو ہم نے دھوکہ دیا ٭

ہمّاز۔ وسوسے ڈالنے والے۔ غیبت کرنے والے ٭

مشّاءٍ بنمیم۔ اِدھر سے اُدھر بات پہنچانے والے۔ نمیم مصدر ہے یعنی سخن چینی کر کے دوسروں تک بات پہنچاتا ہے ٭

مَّنَّاعٍ لِّلْخَيْرِ مُعْتَدٍ أَثِيمٍ ۙ

منع کرنے والا نیکی سے۔ حد سے بڑھنے والا گنہگار ٭

عُتُلٍّ بَعْدَ ذَٰلِكَ زَنِيمٍ ۙ

بڑا سخت دل۔ پیٹو۔ پھر اس کے بعد کمینہ۔ عتل کے معنے سخت دل۔ پیٹو۔ اور زنیم کے معنے ہیں کمینہ اور وہ شخص جو ایک قوم میں سے نہ ہو مگر اپنے آپ کو اس کی طرف منسوب کرے۔ اور وہ قوم اس کی محتاج بھی نہ ہو ٭

أَن كَانَ ذَا مَالٍ وَبَنِينَ ۙ

ایسے کام کیوں کرتا ہے کیا اِس لئے کہ اس کے پاس مال بہت ہے۔ اور اس کی اولاد بھی کثرت سے ہے ٭

إِذَا تُتْلَىٰ عَلَيْهِ آيَاتُنَا قَالَ أَسَاطِيرُ الْأَوَّلِينَ ۙ

جب اس پر ہماری آیتیں پڑھی جاتی ہیں تو کہتا ہے کہ پہلوں کی کہانیاں ہیں ٭

آج کل بھی لوگ کہتے ہیں کہ مرزا صاحب پرانی کتابوں میں سے نقل کر کے اپنی کتابوں میں لکھ دیتے ہیں۔ ورنہ انکو عربی کہاں آتی ہے ٭

سَنَسِمُهُ عَلَى الْخُرْطُومِ ۙ

جلدی ہی ہم نشان لگا دینگے اُس کے ناک پر ٭

إِنَّا بَلَوْنَاهُمْ كَمَا بَلَوْنَا أَصْحَابَ الْجَنَّةِ إِذْ أَقْسَمُوا لَيَصْرِمُنَّهَا مُصْبِحِينَ ۙ

ہم نے ان لوگوں کی یعنے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے مخالفین کی اس طرح آزمائش کی ہے۔ جس طرح ان باغ والوں کی گئی تھی۔ جبکہ انہوں نے قسم کھائی تھی کہ صبح ہوتے ہم باغ کے پھل توڑ لینگے ٭

وَلَا يَسْتَثْنُونَ ۙ

اور وہ انشاء اللہ نہ کہتے تھے ٭

فَطَافَ عَلَيْهَا طَائِفٌ مِّن رَّبِّكَ وَهُمْ نَائِمُونَ ۙ فَأَصْبَحَتْ كَالصَّرِيمِ ۙ

پس پھر گیا اس کے اُوپر پھرنے والا۔ یعنے اللہ کا عذاب ایسے وقت میں کہ وہ سوتے تھے۔ پس ایسا ہو گیا جیسا کہ صاف کر دیا گیا ہے یا ایسا ہو گیا کہ گویا جلکر کوئلہ ہو گیا ہے ٭

فَتَنَادَوْا مُصْبِحِينَ ۙ أَنِ اغْدُوا عَلَىٰ حَرْثِكُمْ إِن كُنتُمْ صَارِمِينَ ۙ

پس وُہ صبح کو اُٹھے اور ایک دوسرے کو پکارنے لگے اور کہنے لگے۔ کہ اگر تمہاری کھیت کاٹنے کی نیت ہے تو سویرے سویرے کھیت کی طرف چل پڑو ٭

فَانطَلَقُوا وَهُمْ يَتَخَافَتُونَ ۙ أَن لَّا يَدْخُلَنَّهَا الْيَوْمَ عَلَيْكُم مِّسْكِينٌ ۙ وَغَدَوْا عَلَىٰ حَرْدٍ قَادِرِينَ ۙ

پس چل پڑے اور راستہ میں آپسمیں آہستہ آہستہ باتیں کرتے جاتے تھے کہ آج کسی مسکین کو داخل نہ ہونے دیا (شریر لوگوں کی غرض اپنا نفع ہی حاصل کرنا ہوتی ہے) اور وہ سویرے سویرے گئے بخل کا اندازہ کرتے ہوئے ٭

فَلَمَّا رَأَوْهَا قَالُوا إِنَّا لَضَالُّونَ ۙ

جب اُنھوں نے دیکھا۔ کھیتوں کو جڑوں سے کٹا ہوا یا جل کر سیاہ ہُوا ہُوا تو کہنے لگے۔ کہ ہم تو باتوں باتوں میں رستہ بھول گئے ہیں یہ تو ہمارے کھیت نہیں ہیں ٭

بَلْ نَحْنُ مَحْرُومُونَ ۙ

لیکن جب اُنھوں نے غور کیا تو معلوم ہُوا کہ ہم تو اوروں کو محروم کرتے تھے خود ہی محروم ہو گئے ہیں

بسم اللہ الرحمن الرحیم
نحمدہ و نصلی علی رسولہ الکریم

الفضل

۳۰ - مئی ۱۹۱۴ء

ہر زمانہ امام کا محتاج ہے

اگر بغیر رہبر و رہنما کے کام چل سکتا - تو کسی نبی رسول اور مصلح کی بعثت کی ضرورت نہ تھی - مگر جن حالات کے ماتحت ہماری یہ دنیا چل رہی ہے - ان کے ہوتے ہوئے ضروری ہے کہ اللہ تعالیٰ کیطرف سے انسان کیلئے ہادی دنیا میں تشریف لاتے ہیں - ورنہ خطرہ عظیم پیش آ جائیگا - اور ہر ہمہ اوستم دہریت کا باب ہی کی عالمگیر وبا عالم معتقدات میں ذائع اور شائع ہو جائیگی - اور عالم روحانی میں جذام کا مرض پھیل جائیگا جیسا کہ عالم جسمانی میں ہمیشہ خدا تعالیٰ کی بارش کے لوگ محتاج رہتے ہیں - ایسا ہی روحانی بارش اگر عالم روحانی پر نہ پڑے - تو اس میں بھی پژمردگی آ جاتی ہے - کیا وجہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے جسمانیات کیلئے تو اتنا سامان مہیا کر دیا جو محض چند روزہ زندگی ہے - اور روحانیات کیلئے اس نے کوئی سامان تازہ بتازہ مقرر نہیں فرمایا - اللہ تعالیٰ کی جود و سخا سے بعید ہے - اس کی نسبت ایسا گمان اور خیال خطرناک ہلاکت کی طرف لیجانیوالا ہے ایسے احتراز لازم ہے ؎

دنیا میں اسلام سب سے آخری شریعت ہے - شریعت غراء اسلامیہ خاتم الشرائع ہے - تمام پہلی شریعتوں کے اصل الاصول اور امہات المسائل شریعت اسلامیہ میں موجود ہیں - وانہ لفی زبر الاولین اور تمام حوائج انسانیہ جو تا روز قیام نسل انسان کو پیش آ سکتے ہیں - انکے اصول پر شریعت بیضا اسلامیہ محتمل ہے مفترشک کوئی صداقت نہیں کوئی سچائی نہیں - کوئی ہدایت نہیں - جو کہ نسل آدم کے لئے ضروری و لابدی تھی - مگر وہ اسلام نے کلیۃ اور کافۃ مدلل اور مبرہن طور پر بیان نہ فرمادی ہو - اور یہی وجہ ہے - کہ قرآن شریف کو مصدق لما بین یدیہ و مھیمنا فرمایا گیا ہے - فیھا کتب قیمہ باایں ہمہ اس امر پر بھی غور کرنا ضروری معلوم ہوتا ہے کہ کیوں خدا نے اکیلی کتاب بغیر توسط انبیاء و مرسلین نازل نہ فرمائی - اسمیں کیا حکمت تھی - ورنہ وہ قادر تھا - کہ وہ کتاب کسی درخت کے ساتھ لٹکا دیتا - اور اہل دنیا وہاں سے لے آتے - اور خود پڑھ کر اس پر عامل اور کاربند ہو جاتے - اصل میں انسانی فطرت پر غور کیا جائے - کہ اسکی بناوٹ کیا کہی ہے - تو معلوم ہو جاتا ہے - کہ اللہ تعالیٰ کا یہ راہ اختیار کرنا عین فطرت انسانیہ کے مطابق تھا - کیوں نہ ہو - خالق فطرت انسانیہ ہی اُس کو خوب سمجھ سکتا تھا - اور اس سے بڑھکر بھلا اُس کی فطرت سے کون زیادہ واقف اور خبردار ہو سکتا تھا - اسلئے اس نے اسیطرح کیا جو کہ فطرت انسانیہ تقاضا کر رہی تھی - کہتے ہیں کہ انسانی فطرت اس پر مجبول ہے - کہ وہ دوسروں کو جیسے کرتے دیکھتی ہے - ویسے ہی خود کرنے لگ جاتی ہے - اطفال کے حالات پر غور کرنیوالے خوب جانتے ہیں - کہ انسانی فطرت میں دوسروں کی تاسی - اقتداء - نقل بہت حد تک پائی جاتی ہے - بلکہ بعض حکماء کا قول ہے کہ انسان نقلوں کا مجموعہ ہے - پس اللہ تعالیٰ نے یہ ضروری سمجھا - کہ چونکہ انسان دوسروں کے اثر سے زیادہ متاثر ہوتا ہے - اسلئے اس نے اپنے کلام پاک کو عمل میں لانے کیلئے ایسے بندے اپنی طرف سے دنیا میں بھیجے - جو ان احکام پر عملدرآمد کر کے دنیا پر ثابت کر دیں - کہ یہ جو تعلیم وہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے لائے ہیں - انسانی وسعت اور طاقت سے ہرگز بڑھکر نہیں - بلکہ بڑی آسانی اس میں مد نظر رکھی گئی ہے - اور ذرا بھی اس میں تشدد کو دخل نہیں نبی یا اسکا خلیفہ خدا کے کلام پاک کی عملی تفسیر ہوتے ہیں - اسی بات کو نہ سمجھنے سے چکڑالوی مذہب نے دنیا میں جنم لیا ہے جیسا کہ شریعت اسلامیہ کامل اور مکمل ہے - ایسا ہی اسکا لانیوالا محمد رسول اللہ صلعم کامل اور مکمل نبی ہیں - اور ایسا ہی قرآن شریف کامل اور مکمل ہے - مگر جیسا کہ اسلام کے ابتدائی زمانہ میں قرآن شریف کی عملی تفسیر کیلئے آنحضرت محمد رسول اللہ صلعم کی ضرورت تھی بغیر انکے قرآن شریف کا سمجھنا از بس دشوار تھا - ایسا ہی آپکے بعد بھی کوئی نہ کوئی انسان اللہ تعالیٰ کیطرف سے ایسا دنیا میں ہر زمانہ میں ہونا چاہئے - جو کہ قرآن شریف کو خوب سمجھتا ہو اور وہ اسکی عملی تفسیر ہو - ورنہ جوں جوں زمانہ نبوی میں بُعد ہوتا چلا جائیگا لوگ کتاب و سنت سے غافل اور بے خبر ہوتے چلے جائینگے خدا کا ہزار ہزار شکر کرنا چاہئیے کہ اللہ تعالیٰ نے شریعت اسلامیہ کی حفاظت اپنے ذمہ لی ہے - اور جیسا کہ رسول کریم صلعم کے زمانہ مبارک میں آپکے ذریعہ اسکی حفاظت فرمائی اسیطرح ہر زمانہ میں اللہ تعالیٰ نے کوئی نہ کوئی اپنا ایسا بندہ دنیا میں رکھا ہے جو کہ اس کی کتاب کو اصلی حالت میں دنیا کے آگے پیش کرتا رہا ہے - رسول کریم صلعم کے فرائض منصبی جیسا کہ آیت تالی آیات اللہ سے اللہ تعالیٰ کی ہستی پر تازہ اور زندہ دلائل و معجزہ سے دین پر عالم سکتہ پیدا کر دیا کرتے تھے اور اسطرح سے ہزاروں آپکی طرف کھنچے چلے آتے تھے - پھر انکو تعلیم شریعت دیتا اور اسرار شریعت بتلانا اور تزکیہ نفس کرنا یہ آپکے فرائض منصبی تھے چونکہ زمانہ میں نوع بنوع حالات پیدا ہوتے رہتے ہیں - اسلئے ہر زمانہ میں ایک امام کی ضرورت درپیش رہتی ہے - حالات زمانہ بدل جاتے ہیں - اسلئے نئے نئے اعتراض پیدا ہو جاتے ہیں - اور ان کے لئے نئے ہی جواب چاہئیں - اسلئے ازبس ضروری ہے - کہ ہر زمانہ میں اللہ تعالیٰ اپنا ایک بندہ ایسا دنیا میں رکھے - جو کہ اسلام کو ہر طرح سے محفوظ کرنیوالا ہو - معاندین اسلام کے اعتراضوں کا دندان شکن جواب دینیوالا ہو - ہمارا تو اللہ تعالیٰ کے ساتھ یہی حسن ظن ہے - کہ اُس نے ہمیشہ ہر زمانہ میں اپنا کوئی ایک بندہ دنیا میں رکھا ہے - اور اس کے ذریعہ سے اسلام کو اندرونی اور بیرونی خرابیوں سے بچایا ہے - اور اسلام کی ڈوبتی ہوئی کشتی کو مہلک گردابوں سے مصئون اور مامون رکھا ہے - ہم دور کیوں جائیں - اللہ تعالیٰ نے ہمارے اس زمانہ کے ساتھ تو یہی سلوک فرمایا - ہم اسکا جتنا بھی شکریہ کریں - تھوڑا ہی ہے اسکا ہمپر بڑا بھاری احسان ہے - ہمارا بال بال اسکے احسان کا اگر شکریہ ادا کرنا چاہے تو ہرگز عہدہ برا نہیں ہو سکتا ہم اسوقت دنیا میں آئے تو اللہ تعالیٰ نے ایک عظیم الشان مامور بھیجدیا - اور اُسکی یہاں تک عزت افزائی فرمائی - کہ اسکو نبی اور رسول حقیقی طور پر بنا دیا - ہم سے پہلے تو صرف مجدد آتے رہے - مگر ہم نے نبی اور رسول کا زمانہ پایا - اور اس رسول رب العالمین کے ذریعہ سے پہلی رسالتوں کو بھی سمجھا اور محمد رسول اللہ صلعم کی عظمت کو بھی ہم نے پہچان لیا - ہم نے اسکے ذریعہ سے خدا کو پایا - اور ایسے دلائل یقینیہ قطعیہ سے اسکو مانا - کہ اس سے بڑھکر کوئی اور دلیل ہو سکتی ہی نہیں - اسکے خدا کی آوازیں سنتیں اس سے مکالمات مخاطبات کا شرف حاصل کیا - ہم نے بحمد اللہ خوب معلوم کر لیا کہ کسطرح اللہ تعالیٰ کے پیغمبر دنیا میں آتے ہیں - کسطرح دنیا میں رہتے ہیں - اور کسطرح موافق اور مخالف ان سے برتاؤ کرتے ہیں - اور کسطرح سے اس دنیا سے انتقال فرما جاتے ہیں - اور پھر انکے بعد کیا کیا حالات پیش آیا کرتے ہیں کیسطرح پہلی قدرت انکی حین حیات میں جلوہ نما ہوتی ہے اور کسطرح ان کی موت کیساتھ قدرت ثانیہ کا ظہور جلوہ پذیر ہو جاتا ہے اگرچہ مخالفین کے نزدیک انکی زندگی کے خاتمہ کے ساتھ ہی سلسلہ کا خاتمہ متصور ہوتا ہے - مگر اللہ تعالیٰ اس گرتی ہوئی جماعت کو دوبارہ سنبھال لیتا ہے اور نبی کی بجائے کسی صدیق کو کھڑا کر دیتا ہے - اور صدیق کے بعد فاروق کو اپنی تائید سے قائم کر دیتا ہے - اگرچہ لوگ فاروق سے بغض اور کینہ رکھنیوالے ناخنوں تک زور بھی لگاتے ہیں - مگر بالآخر وہ ناکام اور نامراد رہتے ہیں - پس ہم نے یہ تینوں زمانے پائے ہم نے نبی کو دیکھا اور اس کی حیات ممات سے انبیاء کی حیات ممات کو سمجھا اور اس نبی کے بعد صدیق کو دیکھا - اور ابوبکر الصدیق کے زمانہ کا ملاحظہ کیا - اب ہم فاروق کے زمانہ میں ہیں - جس کے زمانہ میں حق اور باطل کے درمیان بہت کچھ امتیاز ہو گیا ہے - اور بہت کچھ امتیاز ابھی ہو جائیگا فاروق کے معنی ہیں بہت فرق کرنیوالا - مبارک ہیں وہ جنہوں نے تین زمانے دیکھے زمانہ نبوت زمانہ صدیقیت اور زمانہ فاروقیت اور تینوں میں ثابت قدم رہے -

پس ہمارا تجربہ ہمارا مشاہدہ ہمارا حسن ظن باللہ تو یہی پکار کر کہہ رہا ہے - کہ ہر زمانہ میں امام ضرور ہوتا ہے - اور ضرور اسکی جماعت ہوتی ہے اور اس زمانہ میں وہی جماعت مصلح ہوتی ہے آجکل مصلح موعود حضرت محمود احمد فضل عمر خلیفہ ثانی کا زمانہ ہے - اور اس کی جماعت ہی انشاء اللہ کامیاب ہوگی ؎

ومبشراً برسولٍ یاتی من بعدی اسمہ احمد

منکرانِ نبوۃ مسیح موعود

علاوہ اس حوالہ کے جو صفحہ ۲۰ پر درج ہو چکا ہے مندرجہ ذیل حوالے کو آنکھیں کھول کر پڑھو۔ کیا اب بھی کہو گے کہ حضرت صاحب کو نبی کہنا جائز نہیں۔ دیکھو کس زور سے آپ وحی الٰہی کے مطابق اپنے آپ کو رسول فرما رہے ہیں ؎

اب اس تمام وحی سے تین باتیں ثابت ہوئی ہیں

(۱) اوّل یہ کہ طاعون دنیا میں اس لئے آئی ہے کہ خدا کے مسیح موعود سے نہ صرف انکار کیا گیا بلکہ اس کو دکھ دیا گیا۔ اس کے قتل کرنے کے لئے منصوبے کئے گئے۔ اس کا نام کافر اور دجال رکھا گیا۔ پس خدا نے چاہا۔ کہ اپنے رسول کو بغیر گواہی چھوڑے۔ اس لئے اس نے آسمان اور زمین دونوں کو اس کی سچائی کا گواہ بنا دیا ××× ×

(۲) دوسری بات جو اس وحی سے ثابت ہوئی وہ یہ ہے کہ یہ طاعون اس حالت میں فرو ہو گی جبکہ لوگ خدا کے فرستادہ کو قبول کر لیں گے۔ اور کم سے کم یہ کہ شرارت اور ایذا اور بدزبانی سے باز آجائیں گے۔ کیونکہ براہین احمدیہ میں خدا تعالیٰ فرماتا ہے۔ کہ میں آخری دنوں میں طاعون بھیجوں گا۔ تا کہ میں ان خبیثوں اور شریروں کا مونہہ بند کر دوں۔ جو میرے رسول کو گالیاں دیتے ہیں۔ اصل بات یہ ہے کہ محض انکار اس بات کا موجب نہیں ہوتا۔ کہ ایک رسول کے انکار سے دنیا میں کوئی تباہی بھیجی جائے بلکہ اگر لوگ شرافت اور تہذیب سے خدا کے رسولوں کا انکار کریں۔ اور دست درازی اور بدزبانی نہ کریں۔ تو ان کی سزا قیامت میں مقرر ہے۔ اور جس قدر دنیا میں رسولوں کی حمایت میں مری بھیجی گئی ہے۔ وہ محض انکار سے نہیں بلکہ شرارتوں کی سزا ہے۔ اسی طرح اب بھی جب لوگ بدزبانی اور ظلم اور تعدی اور اپنی خباثتوں سے باز آجائیں گے۔ اور شریفانہ برتاؤ ان میں پیدا ہو جائیگا۔ تب یہ تنبیہ اٹھالی جائے گی ؎

(۳) تیسری بات جو اس وحی سے ثابت ہوئی ہے۔ وہ یہ ہے۔ کہ خدا تعالیٰ بہرحال جب تک کہ طاعون دنیا میں رہے۔ گو ستر برس تک رہے۔ قادیان کو اس کی خوفناک تباہی سے محفوظ رکھے گا۔ کیونکہ یہ **اس کے رسول کا تخت گاہ ہے۔ اور یہ تمام امتوں کے لئے نشان ہے ؎**

اب اگر خدا تعالےٰ کے اس رسول اور اس نشان سے کسی کو انکار ہو۔ اور خیال ہو کہ فقط رسمی نمازوں اور دعاؤں سے یا مسیح کی پرستش سے یا گائے کے طفیل سے یا ویدوں کے ایمان سے باوجود مخالفت اور دشمنی اور نافرمانی اس رسول کے طاعون دور ہو سکتی ہے۔ تو یہ خیال بغیر ثبوت کے قابل پذیرائی نہیں ؎

(دافع البلاء)

قادیان ہی قیامت تک مدینۃ المسیح ہے!

یہ حوالہ جو ابھی پیش ہؤا۔

دافع البلاء صفحہ ۱۰ پر لکھا ہے ؎ ارشاد ہوتا ہے۔

قادیان کو اس خوفناک تباہی سے محفوظ رکھے گا کیونکہ یہ اس کے رسول کا تخت گاہ ہے اور یہ تمام امتوں کیلئے نشان ہے ؎

اس پر منکران خلافت کے حامی غور کریں اور لاہور کو مدینۃ المسیح لکھنے سے شرماویں ؎

حضرت فضل عمرؓ کی ایک نصیحت

۲۵۔ مئی۔ ۱۹۱۴ء

آج میں تمہیں ایک نصیحت کرنی چاہتا ہوں۔ غالباً مولوی رومی علیہ الرحمہ کا شعر ہے۔ ؎

خوشتر آں باشد کہ سر دلبراں
گفتہ آید در حدیث دیگراں

اس لئے میں بھی ایک بات لطیفے کے طور پر سناتا ہوں۔ اور وہ یہ کہ بہت لوگ ہوتے ہیں۔ کہ جن کے مونہوں سے ایک بات یا ایک چھوٹا سا فقرہ نکل جاتا ہے۔ لیکن اسکا اثر بہت دور دور تک جا پڑتا ہے۔ اور بہت دفعہ ایسا ہوتا ہے کہ بات نکالنے والا اپنے ساتھ اور بیچاروں کو بھی لے ڈوبتا ہے۔ اس لئے انسان کو ہر بات کہتے وقت احتیاط مدنظر رکھنی چاہیئے۔ کیونکہ جب زبان کی دو چار حرکتیں ہوتیں۔ یا چند الفاظ نکلتے ہیں تو وہ ایسے نکلتے ہیں کہ پھر کوئی ان کو واپس نہیں لاسکتا۔ اور دو چار منٹ کی حرکات زبان کے ساتھ ابدالآباد تک دکھ اور خدا تعالےٰ کے غضب کا شکار ہونا پڑتا ہے۔ لیکن اپنی آئندہ آنیوالی نسلوں کے علاوہ اور کئی ناکردہ گناہ اشخاص کی نسلوں کو تباہ کرنا۔ خدا کے غضب کے نیچے آنا اور اپنے آپ کو ہلاکت میں ڈالنا مومن کی شان کے خلاف ہے۔

شاید اس کے متعلق کسی نے کچھ سوچا یا سمجھا ہو۔ لیکن مجھے معلوم نہیں۔ اور نہ میں نے کہیں پڑھا ہے۔ کہ بنو امیہ اور بنو عباس میں حکومت رہنے کی کیا وجہ تھی۔ میرے خیال میں ان میں حکومت کا رہنا خدا تعالیٰ کی ایک خاص حکمت پر مبنی تھا۔ ہم دیکھتے ہیں۔ کہ خدا تعالیٰ نے ان کے ساتھ ایک خاص سلوک روا رکھا ہے۔ یعنی دونوں کو حکومت دی ہے۔ اس ایک ایسے سلوک کی اگر ہم وجہ تلاش کریں۔ تو ایک بات میں دونوں قبیلوں کو ہم مشترک پاتے ہیں۔ جس سے معلوم ہوتا ہے۔ کہ اسی وجہ سے ان دونوں کو حکومت ملی ہے۔ اور وہ وجہ یہ ہے کہ لوگوں نے حضرت ابن عباسؓ کے متعلق حضرت عمرؓ پر اعتراض کئے۔ کہ اس کو عزت دیجاتی ہے! اپنے آگے بٹھایا جاتا ہے۔ یہ بچہ ہے اور ہم بڑوں سے بڑھ کر اس کی قدر کیجاتی ہے۔ وغیرہ وغیرہ۔ اور مروان کے متعلق بھی حضرۃ عثمانؓ پر اعتراض کئے گئے۔ کہ دوسروں سے بڑھ کر کیوں ان سے سلوک کیا جاتا ہے اور عہدے دئے جاتے ہیں۔ معلوم نہیں۔ کہ حضرت عمرؓ اور حضرت عثمانؓ کی یہ غلطی تھی یا نہیں۔ لیکن خدا تعالیٰ کو ان لوگوں کے اعتراض ایسے ناپسند ہوئے۔ کہ اعتراض کرنیوالوں کو عمر بھر کیلئے ان کے ماتحت کر دیا۔ بہت بڑے اعتراضات بنوامیہ پر ہوئے۔ اس لئے خدا تعالیٰ نے ان کو انعام بھی بہت بڑا دیا۔ اور پہلے انہی کو حکومت ملی اور بعد میں بنو عباس کو۔ اور تمام مسلمانوں کی گردنیں انہوں نے اپنی طاقت اور تلوار کے زور سے اپنے آگے جھکوالیں۔ دیکھو! کہنے والوں نے تو چند فقرے ہی کہے تھے۔ لیکن ان فقروں کا ایسا دور تک اثر ہؤا۔ کہ انہوں نے اپنی اولادوں اور دوسروں کی بھی اطاعت اور فرمانبرداری کا جوا ان کے گلے میں ڈال دیا۔ تم بھی جلدی میں اپنی زبانوں سے اعتراض نہ نکالو۔ و اپنی اور دوسروں کی اولاد کو تباہ نہ کرو۔ ممکن ہے کہ خدا تعالےٰ

۴ اولادوں کو ہمیشہ کیلئے حکومت سے محروم کردیا ہو اور دوسروں کی

نکاح ثانی پر ڈاکٹر سید محمد حسین شاہ صاحب لاہوری کا اعتراض

پیغام میں ایک تحریر شائع ہوئی تھی جس سے ان لوگوں کو جو حقیقت حال سے بے خبر ہیں یہ ظاہر ہوتا تھا کہ اب جھگڑے انکو ناپسند ہیں۔ اسلئے اخبار میں اس قسم کا کوئی ذکر نہیں کرنا چاہتے بلکہ اپنے کام میں لگ جانا پسند کرتے ہیں مگر ہم تو خوب واقف ہیں کہ اصل وجہ کیا تھی۔ اسلئے ایک مضمون "صلح کا طریق کیا ہے" لکھا گیا۔ الحمدللہ کہ ہمارا قیاس غلط نہیں نکلا۔ اصل بات یہ ہے کہ جب کوئی معقول بات پیش کرنے سے رہ گئے! واں منکران خلافت کی زبان سے ایسے اعتراض نکلنے لگے۔ جن کی پہلی زد آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم و مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام پر پڑتی تھی اور بیرونی احباب نے اسپر اعتراض کرنے شروع کئے اور جب الفضل کے مدلل آرٹیکلوں کا جواب دینے سے مطلق عاجز آگئے تو ضروری معلوم ہوا کہ پیغام میں اس سلسلہ کو برائے نام بند کیا جائے۔ اور بذریعہ پرائیویٹ خط و کتابت کے اس زہر کو پھیلایا جائے جس کا قدر قلیل قوموں کی ہلاکت کے لئے کافی ہوتا ہے۔ گو اس برائے نام بند کرنے کے عہد کو بھی ایک پرچہ تک نبھا نہ سکے۔ کیونکہ کتنے سے نئے افترا اور سخت سے سخت دل آزار طرز تحریر اختیار کیا گیا ہے مگر اس سے زیادہ افسوسناک یہ بات ہے کہ سیدھے سادے مومنوں کو باتیں سُنا کر دھوکہ دیا جاتا ہے جو شیوۂ تقویٰ سے بعید ہے۔

ڈاکٹر سید محمد حسین شاہ صاحب تو اپنا فرض سمجھتے ہیں کہ وہ اس ڈیوٹی کو بجا لائیں۔ حال میں ایک دوست کو آپنے چٹھی لکھی ہے جس کا جواب اس دوست نے قولاً۔ اقول سے دیدیا ہے اس خط میں چند فقرات حضرت صاحبزادہ صاحب کے نکاح ثانی کے متعلق ہیں۔ جن کی نقل مطابق اصل دیجاتی ہے وھو ہذا

"اب سنئیے! تجویز ہو رہی ہے۔ کہ حضرت خلیفۃ المسیح کی یتیم اور بے کس بچی کو جو دس سال کی کمزور عمر کی اور سادہ لوح لڑکی ہے۔ میاں محمود صاحب سے نکاح کر دیا جائے حالانکہ پہلی بیوی خوبصورت ہے اور ۲۴ سال [8] کی عمر کی ہے اور دو تین [9] لڑکے اسکے پیٹ سے ہیں اور حال میں ہی ایک لڑکا [10] بھی پیدا ہوا ہے۔ اب آپ ہی فرمائیں کہ روپیہ تو [11] پہلے سنبھال لیا اب بیویاں [12] بھی ہونی شروع ہو گئیں"۔

اس عبارت کا لفظ لفظ اس بات پر شاہد ہے کہ خط کے لکھنے والے کے دل میں اسلامی احکام کا احترام کوٹ کوٹ کر بھرا ہے، اور وہ نہایت نیک نیتی اور دلی درد کے ساتھ نکتہ چینی کر رہا ہے۔ اور چشم بد دور اپنے محسن و آقا حضرت مسیح موعود کے خاندان سے بھی بڑا اخلاص ہے اور حسن ظنی کا مادہ بھی خالق فطرۃ سے غیر معمولی پر عطا ہوا ہے۔ ہمنے نام اس لئے پہلے لکھ دیا کہ ہمارے ناظرین جو الفضل میں کتاب و سنت و سبیل المومنین کے خلاف عبارات پڑھنے کے عادی نہیں۔ شاید ان الفاظ کو دیکھتے ہی کسی دشمن اسلام کی تحریر نہ سمجھ لیں۔ کیونکہ یہ تحریر تو ایک غیور اسلام شاہ صاحب کی ہے۔ جو اپنی اس تحریر سے آریوں اور عیسائیوں کے اس اعتراض کی تصدیق کر رہے ہیں۔ جو وہ ان الفاظ میں تمام جہان کے سردار۔ افضل الرسل۔ خاتم النبیین صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم پر کیا کرتے ہیں کہ حضرت ابوبکر کی چھ سالہ لڑکی سے خطبہ کیا۔ اور نو سال کی عمر میں اس بے کس اور سادہ لوح لڑکی کو اپنے ہاں لے آئے۔ مکہ میں تو حالت زار تھی ہی مدینہ میں آکر جب روپیہ آنا شروع ہوا۔ تو پھر بیویاں شروع ہو گئیں پھر ایک نہیں دو نہیں تین نہیں چار نہیں بلکہ نو تک ان کی تعداد پہنچی۔ حالانکہ عائشہ صدیقہ جیسی نوجوان اور چوبیس سال سے بہت کم عمر کی بیوی موجود۔ اور بعض بیویوں سے اولاد بھی ہوئی اور حضرت خدیجہ کے بطن سے اولاد بھی ہو چکی تھی۔ عمر بھی پچاس سال سے متجاوز تھی مگر بیویاں کرتے گئے۔ معلوم نہیں کہ شاہ صاحب اپنی مندرجہ بالا تحریر کے بعد ان اعتراضات کا کیا جواب دینگے۔ اور آپکے اس اعتراض سے اسلام کے بارہ میں جو عقیدہ آپکا ظاہر ہوتا ہے۔ اُسے احمدیت سے کہاں تک تعلق ہو سکتا ہے ہم تو ایسے اعتراضوں سے نہیں گھبراتے کیونکہ جب اس ختم کمالات۔ انسانیت۔ اتقیٰ باللہ اخشی للہ دو جہان کے سردار پر اعتراض کرنیوالوں نے اعتراض کر دئیے تو ان کا ایک غلام زادہ کیا حق رکھتا ہے کہ اسپر اعتراض کیا جائے لیکن تاہم اس نکاح کی برکات سے ایک برکت کے ظاہر ہونے پر ہم خوش ہیں کہ لوگوں کو شاہ صاحب کا ایمان باللہ و بالقرآن و بالرسول معلوم ہو گیا۔ اور یہ بھی کہ مسیح موعود کو اپنے کن معنوں میں مانا تھا اور مسیح کے خاندان کے بارہ میں آپکے کیا خیالات ہیں۔ اور پھر کسی آریہ یا عیسائی کو کثرت ازدواج کے بارہ میں جو جواب دیا کرتے ہیں تو اس میں کہاں تک خلوص ہوتا ہے۔ کاش شاہ صاحب تاریخ میں اتنا ہی دیکھ لیتے۔ کہ حضرت عمر۔ حضرت عثمان۔ حضرت علی رضی اللہ عنہم خلفائے راشدین کی کتنی بیویاں تھیں اور باوجود پہلی بیوی اور اس کی اولاد ہونے کے انہوں نے نکاح کئے یا نہیں کئے۔ اور ان کا یہ فعل عیاشی پر مبنی تھا جیسا کہ آپنے حضرت صاحبزادہ اولوالعزم کے بارے میں لکھا یا حکم الٰہی و سُنّت رسول پر۔ کاش شاہ صاحب ایسے الفاظ نہ لکھتے جو احمدیت کی سفید و براق چادر پر بمنزلہ ایک مٹی والے داغ کے ہیں۔ اصل بات یہ ہے کہ شاہ صاحب ابتدا میں جس مذہب اور جس خاندان کے تربیت یافتہ ہیں اس کا یہ پرانا اعتراض ہے اور لطف یہ کہ یہ اعتراض ہی بھی حضرت عمر فاروق پر پس اس کے اظہار سے گو ان کا نقصان ہوا ہو مگر ہمارا فائدہ ہو کہ فضل عمر کی ایک اور مشابہت عمر فاروق سے ظاہر ہو گئی۔ اور اس نے بھی منکران خلافت سے وہی کچھ سُن لیا جو رافضیوں سے ہم ابتک عمر فاروق کے بارہ میں سنتے آتے ہیں۔ ناظرین غالباً سمجھ گئے ہونگے کہ یہ اشارہ ام کلثوم حضرت علی کرم اللہ وجہہ کی نابالغ بچی کیطرف ہے، جس کا خطبہ حضرت عمر نے تخت خلافت پر متمکن ہو کر ہی فرمایا چنانچہ طبقات ابن سعد میں جو نہایت معتبر کتاب ہے، یوں لکھا ہے صفحہ ۳۳۹

ام کلثوم بنت علی بن ابی طالب بن عبد المطلب بن هاشم بن عبد مناف بن قصی × × تزوجها عمر بن الخطاب وهي جارية لم تبلغ فلم تزل عنده الی ان قتل۔ وولدت له زید بن عمر و رقیۃ بنت عمر (ام کلثوم۔ حضرت علی بن ابی طالب کی بیٹی جسے حضرت عمر بن الخطاب نے اپنی زوجیت میں لیا درانحالیکہ وہ بچی تھی اور ابھی بالغ بھی نہیں ہوئی تھی اس کے بطن سے زید اور رقیہ پیدا ہوئے پھر نکاح کے متعلق یوں بیان کیا ہے۔

ان عمر بن الخطاب خطب الی علی بن ابی الطالب ابنته ام کلثوم فقال علی انما حبست بناتی علی بنی جعفر فقال عمر انکحنیها یا علی فواللہ ما علی ظهر الارض رجل یرصد من حسن صحابتها ما ارصد فقال علی قد فعلت (عمر بن الخطاب نے علی بن ابی الطالب کو انکی لڑکی ام کلثوم کیلئے پیغام نکاح دیا تو حضرت علی نے عذر کیا کہ میری بیٹیاں صرف بنی جعفر میں جائینگی۔ حضرت عمر نے کہا آپ ام کلثوم کا نکاح مجھسے کر دیں کیونکہ روئے زمین پر اسوقت کوئی ایسا آدمی نہیں جس سے حسن سلوک کی توقع مجھ سے بڑھ کر ہو سکے حضرت علی نے ... عرض کیا بہت اچھا۔ [illegible] مفصلہ ذیل روایات ملاحظہ ہوں۔

خطب عمرؓ بن الخطاب الی علی ابنتہ ام کلثوم قال یا امیر المؤمنین انہا صبیۃ فقال انک واللہ ما بک ذلک۔ لکن قد علمنا ما بک فامر علی بہا فصنعت ثم امر ببرد فطواہ وقال انطلقی بہذا الی امیر المؤمنین فقولی ارسلنی ابی یقرئک السلام ویقول ان رضیت البرد فامسکہ وان سخطتہ فردہ فلما اتت عمر قال بارک اللہ فیک وفی ابیک قد رضینا قال فرجعت الی ابیہا فقالت مانشر البرد ولا نظر الا الی فزوجہا ایاہ فولدت لہ غلاما یقال لہ زید (صفحہ ۔۳۴)

حضرت عمر بن الخطاب نے حضرۃ علی رضؓ کو اُن کی بیٹی ام کلثوم کے بارے میں نکاح کا پیغام دیا۔ حضرت علی رضؓ نے عرض کیا۔ یا امیر المومنین وہ تو نابالغ بچی ہے خلیفہ ثانی نے فرمایا۔ کہ یہ عذر تو کوئی ایسا نہیں۔ کچھ اور ہی بات معلوم ہوتی ہے۔ اس پر حضرت علی رضؓ نے مان لیا۔ اور اس کے متعلق تیاری کی۔ ایک چادر لپیٹ کر ام کلثوم کو دی اور اسے کہا۔ کہ اسے امیر المومنین کی خدمت میں لیجاؤ اور عرض کرو۔ کہ میرا باپ سلام کے بعد عرض کرتا ہے۔ کہ اگر چادر (مراد ام کلثوم) پسند ہے۔ تو اسے رکھ لیجئے۔ اور اگر ناپسند ہے۔ تو لوٹا دیجئے۔ ام کلثوم حضرت عمر کی خدمت میں آئی آپ نے فرمایا۔ اللہ تجھے اور تیرے باپ کو برکت دے۔ ہمیں پسند ہے۔ ام کلثوم اپنے باپ کے پاس واپس آکے کہنے لگی چادر کھول کر تو انھوں نے دیکھی بھی نہیں۔ اور یہ جواب دیا۔ اس کے بعد حضرت عمرؓ نے اسی سے نکاح کر لیا۔ آخری فقرہ سے ظاہر ہے۔ کہ ام کلثوم کی اتنی چھوٹی عمر تھی۔ کہ وہ ان رضیت البرد فامسکہ کی اصل حقیقت کچھ نہیں سکتی تھی۔

حضرت عمرؓ نے اس نکاح کی وجہ بھی بتا دی۔ فرماتے ہیں۔ ان النبی صلعم قال کل نسب وسبب منقطع یوم القیامۃ الا نسبی وسببی وکنت قد صحبتہ فاحببت ان یکون ہذا ایضا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ کہ ہر ایک نسب و تعلق قیامت کے دن ٹوٹ جائیگا۔ مگر میرا رشتہ و تعلق چونکہ میں حضرت نبی کریم کا رفیق رہ چکا ہوں۔ اسلئے چاہتا ہوں۔ کہ قیامت تک یہ رشتہ قائم رہے) یعنی اسطرح سے خاندان نبوت سے ایک تعلق ہو جائیگا (ایک رافضی تو کہیگا۔ کہ کیا تعلق رشتہ لینے سے ہی قائم ہو سکتا تھا) پس حضرۃ خلیفۃ اول کی خواہش کو پورا کرنے کے لئے اور مسیح موعود و خلیفۃ المسیح کے خاندان کو متحد کرنے کے لئے خلیفہ ثانی نے جو کام کیا ہے۔ وہ قابل صد مبارکباد ہے۔

شاہ صاحب نے حضرت خلیفۃ المسیح کی صاحبزادی کی عمر بڑے وثوق کے ساتھ دس سال لکھی ہے۔ حالانکہ اُس کی پیدائیش اگست ۱۹۰۱ء میں ہوئی ہے۔ چنانچہ اس کے ثبوت میں حضرت خلیفۃ المسیح کی تحریر کا عکس شائع کیا جاتا ہے۔ ملاحظہ ہو۔

رقعہ اہجی ۹ بجے شام ۲ ماہ سا تغن منزا ۱ گھنٹے بود

اس حساب سے عمر بحساب قمری ۱۳ سال سے زیادہ بنتی ہے۔ مگر شاہ صاحب نے نیا علم ہندسہ ایجاد کیا ہے۔ کہ ۱۹۰۱ء سے لیکر ۱۹۱۴ء تک دس سال بتلاتے ہیں۔ بہرحال خلیفہ ثانی نے حضرت خلیفۃ المسیح کی صاحبزادی سے اس عمر میں نکاح کیا ہے۔ کہ اس کی عمر عائشہ صدیقہ سے سات سال زیادہ ہے باقی رہا ضرورت کا سوال۔ سو ہم بتا چکے ہیں۔ لیکن پہلے قرآن وحدیث سے ضرورت کی ضرورت دکھانی چاہیئے اور حضرت مسیح موعود نے صاحبزادہ مبارک احمد کا نکاح جس عمر میں کیا تھا۔ اس وقت جو ضرورت تھی۔ وہ بتا دینی چاہیئے افسوس شاہ صاحب کو اگر پرانی باتیں بھول گئی تھیں تو تازہ عہد کیونکر بھول گئے۔ کیا حضرت مسیح موعودؑ نے پہلی بیوی کی موجودگی اور اُس کے بطن سے اولاد ہوتے کے باوجود دوسرا نکاح نہیں کیا۔ اور کیا پھر دوسری بیوی کی موجودگی میں تیسری بیوی کی پیشگوئی نہ تھی۔ اور اس کے لئے آپ نے کوشش نہیں فرمائی؟ اور کیا حضرت خلیفۃ المسیح کی ایک وقت میں دو بیبیاں نہیں رہیں۔ اور کیا حضرت خلیفۃ المسیح کی پہلی بیوی سے اولاد نہیں تھی۔ افسوس ہے۔ کہ شاہ صاحب اتنی جلد مراسم اسلام سے بیگانہ ہو گئے ؎

حضرت مسیح کو بے باپ نہ ماننے والا غور کرے

دیکھو الحکم ۲۴۔ جون ۱۹۰۱ء

حضرت مسیح موعود فرماتے ہیں ؎

ہمارا ایمان اور اعتقاد یہی ہے۔ کہ حضرت مسیح علیہ السلام بن باپ تھے۔ اور اللہ تعالیٰ کو سب طاقتیں ہیں۔ نیچری جو یہ دعویٰ کرتا ہے۔ کہ ان کا باپ تھا۔ وہ بڑی غلطی پر ہیں۔ ایسے لوگوں کا خدا مردہ خدا ہے۔ اور ایسے لوگوں کی دعا قبول نہیں ہوتی۔ جو یہ خیال کرتے ہیں۔ کہ اللہ تعالیٰ کسی **کو بے باپ پیدا نہیں کر سکتا۔ ہم ایسے آدمی کو دائرہ اسلام سے خارج سمجھتے ہیں۔**

معلوم نہیں۔ کہ حکیم محمد حسین مرہم عیسےٰ احمدیہ بلڈنگس کا مبلغ یہ اعتقاد رکھ کر کیسا کہلا سکتا ہے؟ جو لوگ مسیح موعود کے منکر کو دائرہ اسلام سے خارج نہیں کہتے ہیں وہ بھی غور کریں ؎

مفتی محمد صادق صاحب کی چٹھی

عاجز آج کل لک

جاتا ہے۔ اور حضور کی دعاؤں کا خواستگار ہے۔ کل ایک ٹریم میں ایسا اتفاق ہوا۔ کہ سارے ٹریم میں صرف ایک ہندو بنگالی تھا۔ اس کے ساتھ سلسلہ کے متعلق گفتگو ہوئی۔ اور اس نے حضرت مسیح موعود کا کرشن اوتار ہونا قبول کیا۔ تھوڑی دور جا کر وہ بھی اتر گیا۔ اور میں اکیلا رہ گیا۔ تب میں نے سوچا۔ کہ ٹریم چلانیوالا بھی حق رکھتا ہے۔ کہ اس کو تبلیغ کی جائے۔ سو میں اُس کے قریب جا بیٹھا۔ اس کا نام تھا۔ رام اوتار۔ اس میں لفظ اوتار گفتگو کے شروع کرنے میں اچھا ذریعہ ہوا۔ اُترنا تو میں نے جلدی تھا۔ مگر اُس کی باتوں میں دلچسپی ہوئی۔ اور آدمی اچھا معلوم ہوا۔ میں ٹریم میں بیٹھے چلا گیا۔ یہاں تک کہ اُس نے احمد اوتار کو قبول کیا۔ اور ہاتھ جوڑتے ہوئے میری اس مہربانی کا شکریہ ادا کیا۔ کہ میں نے اُسے حضرت احمد اوتار سے باخبر کیا۔ والسلام

(عاجز محمد صادق)

پیام صادق

سید صادق حسین صاحب مختار عدالت اٹاوہ نے یہ مثنوی لکھی ہے۔ اور حق یہ ہے کہ خوب لکھی ہے۔ کلام بے ساختہ اور زبان سلیس ہے۔ ہر شعر دریا کوزہ میں بند ہے۔ اُس کے ذریعہ وفات مسیح یاجوج ماجوج دجال وغیرہ کے متعلق بہت عمدہ اور معتبر حوالے دیئے ہیں۔ ہر احمدی کو چاہیئے کہ اسے منگوا کر پڑھے۔ اسکی اشاعت کرے۔ البتہ حضرۃ اقدس کے درجۂ نبوت اور آپ کے انکار کے بارہ میں جو مثنوی ہے وہ قابل ترمیم ہے۔ مسیح موعود بیشک خلیفۃ الرسول ہیں مگر نبی ہیں آپکا انکار فسق بھی ہے مگر یہ فسق بمقابلۂ ایمان ہے قیمت ۴ر۔ مؤلف سے منگایئے ؎

کسی وقت ان کو جن پر اعتراض کئے جاتے ہیں۔ بجائے ارادی حکومت کے جبری حکومت دیدے۔ اور تم کو ان کے آگے مجبوراً گردنیں جھکانی پڑیں۔ دیکھو! بنو امیہ اور بنو عباس پر اعتراض کئے گئے۔ اور یہ کوئی ایسے وقت کے کلمات ان کے منہ سے نکلے ہوئے تھے۔ کہ ان کو ذلیل کرنے کے لئے محکوم بنا دیا گیا۔ اور حاکم ان پر تلوار کے زور سے حکومت کرتے رہے۔ بنو عباس چھ سو سال تک حکمران رہے لیکن کسی اور کو اسقدر حکومت کرنے کا موقعہ نہیں ملا۔ اور قریباً سو سال تک بنو امیہ کی حکومت رہی۔ اور اسی مروان کی اولادیں سے جس پر اعتراض کئے گئے تھے۔ خلیفے بنتے رہے۔ حضرت عمرؓ حضرت عثمانؓ حضرت علی رضی اللہ عنہم کی شان بہت اعلیٰ اور ارفع تھی۔ لیکن ان کی اولاد کو حکومت نہ ملی۔ اور اس انعام سے وہ محروم ہی رہے۔ تو تم بھی بات نکالتے وقت بہت احتیاط کیا کرو۔ گو آج نہیں۔ مگر کل ضرور تمھیں اور تمہاری اولادوں کو اس کا خمیازہ بھگتنا پڑیگا۔

(ڈائری نویسندہ غلام نبی بلانوی)

دعوت الی الخیر

شام میں تبلیغ

(ولی اللہ شاہ صاحب کا خط)

مخدوم حضرت خلیفۃ المسیح علیہ الصلوٰۃ والسلام

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ

پچھلے سوموار ۱۳ اپریل ۱۹۱۴ء کو دار العلوم میں علماء و شرفاء بیروت کا اجتماع ہوا۔ صرف میری تقریر قرآن مجید پر مختصر تھی۔ جو کہ بعینہٖ ارسال خدمت ہے۔ میری تقریر کے بعد ایک مقرر جو اہل بیروت ہیں (اور میرے خیال میں اہل مصر سے بھی بڑھکر) سب سے بڑھکر مقرر اور فصیح لسان شیخ اٹھا۔ اور پونہ گھنٹہ تقریر کی۔ جسکا سارا مقصد میری تقریر کی خوبیوں کا اظہار تھا۔ پھر اس کے بعض الفاظ ہیں۔ "بخدا میں حق کو ہرگز نہیں چھپاؤں گا میری عمر ۵۰ سال سے زیادہ ہے میں نے آجتک کبھی بھی ایسی پُر اثر۔ پُر معنی۔ مدلل۔ تقریر نہیں سنی۔ بخدا اگر مجھے آجکل کی تہذیب کا خیال نہ ہوتا۔ تو اس عجمی مقرر کے سامنے اسکی تقریر کے اثناء میں ہاتھ باندھ کر کھڑا رہتا۔ اہل عرب کے توحید و افتخار کی تجوید حلق میں ہے دل میں نہیں۔ شرم۔ بخدا۔ قریب تھا۔ کہ اس تقریر کے اثر سے میری چیخیں نکل جاتیں"۔ غرض پونا گھنٹہ یہی اسکا موضوع تھا اور کہا۔ کہ "یہ عظیم الشان موضوع اور یہ دلائل۔ اور یہ طرز ادا ...." میں اللہ تعالیٰ کا ہزار ہزار شکر بجالایا۔ اُسی کا فضل اور میرے محسنوں کے فیضان ہیں۔ ورنہ میں اپنی کم مائگی کو خوب جانتا ہوں۔ اور میرے احباب بھی واقف ہیں۔ جس خدمت کے لئے میرا دل چاہتا ہے۔ اس کے مقابل یہ تو کچھ نہیں۔ میں نے یہ مضمون بغیر کسی قسم کی مدد کے لکھا۔ اور میرا خیال تھا۔ کہ نو سی عبارت ہے۔ مگر میں حیران ہوں۔ کہ میرے شیخ کیوں تعجب کرتے ہیں۔ اور مجھے ان کے تعجب سے شرم آرہی ہے۔ بعضوں نے کہا۔ کہ یہ عبارت مضمون اسکا نہیں۔ مجھے خوشی ہوئی۔ کیونکہ جب بیروت میں آیا تھا۔ تو ایک دار العلوم میں تقریر کی تھی۔ اور اس میں میں نے بعض سے مدد لی تھی مگر اس میں نہیں لی۔

مخدوم! جہاں تک میری طاقت ہے۔ اور میرا دماغ کام کرتا ہے۔ میں اس کام کیلئے کوئی دقیقہ اُٹھا نہیں رکھوں گا۔ مگر میں بہت کمزور ہوں۔ جب میں نے ہندوستان میں اس کمزوری اور اس یاد عظیم کا کوئی خیال نہیں کیا جناب نے بھی مجھے بہت تحریص دی۔ مجھ پر احسان تو کیا۔ مگر مجھے درمیان ہی میں نہ چھوڑیں۔ میری کمزوری کو مدنظر رکھ کر بہت دعا سے کام فرمادیں۔ میرا ارادہ ہے کہ مجھے کچھ عربی آجائے۔ تو پوری تبلیغ کھول کر کردوں۔

اہل بیت کو سلام۔ اور احباب درس کو السلام علیکم اور دعا کے لئے سفارش۔

سید عبد الجبار نے یہ خلیفوں کے متعلق سن کر نہایت افسوس کیا۔ مجھے بڑی شرم آئی۔ کہا۔ کہ یہ وہ محمد علی صاحب ہیں۔ جنکا نام جماعت میں مشہور ہے؟ تعجب ہے!

تقریر کے بعد ہال میں ایک عجیب جوش و خروش تھا۔ کہ گویا اب یہ قرآن کریم کو ہاتھ میں لے کر ساری دنیا کو فتح کرنیکا ارادہ کرتے ہیں۔ انشاء اللہ یہ سلسلہ خطبات ہر ماہ میں دو دفعہ ہوگا۔ اور (اللہ تعالےٰ کے فضل سے) میرا ارادہ ہے۔ اصل اسلام پر تقاریر کرتے کرتے حضرت اقدس کے دعوے پر علانیۃً تبلیغ کروں۔ واللہ الموفق۔

مصر میں تبلیغ

سیدی ومطاعی اطال اللہ بقاءکم۔

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ

حضور کا والا نامہ پہنچا۔ گذشتہ ہفتہ میں میں نے لکھا تھا۔ کہ دو شخص میرے پاس آئے۔ اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے دعوے کے متعلق مجھ سے گفتگو کی۔ اور ان کے خطوط بھی میں نے اپنے عریضہ کے ساتھ شامل کر کے ارسال خدمت کئے تھے۔ اس ہفتہ میں وہ دو تو ایک اور شخص کو بھی ہمراہ لائے۔ جو جامع ازہر کے علماء میں سے ایک نامی عالم اور سید رشید رضا کے مدرسہ میں پروفیسر ہے۔ چنانچہ اس سے دو دفعہ مفصل گفتگو ہوئی۔ بلکہ مباحثہ تک نوبت پہنچی اور بہت لطیف پیرایہ میں دقیق بحث ہوئی۔ اگرچہ ابھی تک اُسکا کوئی نتیجہ ظاہر نہیں ہوا۔ ہاں مجھے یہ معلوم ہوتا ہے کہ وہ انشاء اللہ کامل تحقیق کریں گے۔ اور جب تک حق اُن پر نہ کھلے گا تحقیق کا سلسلہ جاری رکھیں گے۔

ان لوگوں نے جیسے کہ عام طور پر مولویوں کا دستور ہو گیا ہے۔ احادیث کو اصل بنا رکھا ہے۔ اور قرآنی آیات کو حدیث کا تابع کر کے انکی نہایت رکیک تاویلیں کرتے ہیں۔ ہر چند میں نے ان کی تاویلات کی حدیث کے مقابلہ میں قرآنی آیات کی خوب کھول کر تردید کی۔ لیکن وہ ماننے میں نہ آیا۔ آخر میں نے کلام کا پہلو بدلکر ظواہر احادیث کے اختلافات کا ایک انبار اُس کے سامنے رکھدیا۔ اب اُس کے لئے اس مشکل سے نکلنے کی کوئی راہ نہ رہی۔ اس نے بہت ہاتھ پاؤں مارے۔ مگر بے سود۔ آخر بہت جدوکد کے بعد اُس نے صاف لفظوں میں اقرار کر لیا۔ کہ میں ان اختلافات کو نہیں رفع کر سکتا۔ اور سلسلہ کلام ختم ہوا۔ اس کے بعد وہ آئندہ جمعہ پھر ملاقات کے لئے آنیکا وعدہ کر کے چلا گیا۔

والسلام۔ خاکسار عبد الرحمٰن احمدی از قاہرہ (مصر)

ہندوستان میں تبلیغ

"مفتی صاحب کے خط کا ایک حصہ پچھلے اخبار میں درج ہو چکا ہے۔ اب بقیہ خط ذیل میں درج کیا جاتا ہے" (ایڈیٹر)

ایک دن شام کو دعا کرتا ہوا کالج اسکویر میں گیا۔ یہ ایک وسیع میدان ہے۔ کالجوں کے درمیان ہے۔ وسط میں حوض ہے۔ ارگرد پلیٹ فارم ہے۔ اس میں گھومتے ہوئے ایک بنگالی کے پاس بیٹھ گیا۔ جو ایک بنچ پر بیٹھا ہوا کھا رہا تھا۔ انگریزی میں گفتگو شروع ہوئی

بہت دیر تک لمبی گفتگو ہوئی ۔ خلاصہ یہ ہے ۔ کہ اُس نے آنحضرۃ صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرت مسیح موعود کی نبوت کا اقرار کیا اور میرے اور اُس کے درمیان ایک معاہدہ اتحاد بزبان انگریزی لکھا گیا ۔ جسکا ترجمہ درج ذیل ہے :۔

"ایک طویل گفتگو کے بعد ہم اس نتیجہ پر پہنچے ہیں ۔ کہ ہندوستان کے کرشن اور رام نیز عرب کے محمد صلعم اور قادیان کے احمدؑ یہ سب خدا تعالیٰ کے انبیاء تھے ۔ اور ہم ان کی توصیف کرتے ہیں ۔ اور اُن سب پر ایمان لاتے ہیں"

کرشن چندرا دیو ۔ کمار ڈنگا ۔ } محمد صادق
روڈ الیسٹ انیٹلی ۔ کلکتہ }

میرے خیال میں اگر اس قسم کے معاہدہ پر دستخط کرنے والی ایک جماعت پیدا ہو جائے ۔ تو اگرچہ وہ عملاً مسلمان نہ ہونگے ۔ تاہم اسلام اور احمدیت کے بہت قریب آ جائیں گے ۔ اور ان میں پھر تبلیغ کرنا بہت آسان ہوگا ۔ یہ حضرت مرزا صاحب مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے پیغام صلح کا کام ہوگا ۔ اور چونکہ حضرت مرحوم کی طرف سے نہیں بلکہ آپ کے خدام کی طرف سے اب یہ معاہدہ ہے ۔ اس واسطے ضرور ہے کہ حضرۃ مرحوم کی نبوت کا بھی اس میں اقرار لیا جائے ۔ اس کے متعلق جو حضور کا حکم ہو ۔ اس سے اطلاع دیکر مشکور فرمایا جاوے ۔

اسطرح سے تبلیغ کا سلسلہ جاری ہے ۔ کہیں ٹریم میں ۔ کہیں سڑک پر ۔ کبھی خاص باغ یا ہوٹل میں ۔ جہاں خدا نے توفیق دی ۔ پہنچ رہا ہوں ۔ سب کی تفصیل لکھوں تو بڑا وقت چاہئے ۔ اس سے حضور قیاس فرما لیویں ۔

انگریزی میں ایک لیکچر بہمت بڑی دیر دیکھا ہوں ۔ یہاں کئی لوگوں سے انگریزی میں گفتگو ہوتی رہتی ہے ۔ طبیعت میں تبلیغ کا بہت جوش ہے ۔ ہر انسان جو نظر کے سامنے آتا ہے ۔ جی چاہتا ہے کہ یہ پورے طور پر باخبر ہو جاوے ۔ مگر انگریزی کی کافی لیاقت کے واسطے چند روز کا مطالعہ کتب بھی ضروری ہے ۔ سو میں نے سوچا ہے کہ نصف دن سردست مطالعہ کیا کروں اور نصف دن تبلیغ کا کام ۔ یا جیسا حضور فرما دیں :۔

عاجز محمد صادق عفی اللہ عنہ

مفتی صاحب کا دوسرا خط

کلکتہ ۲۶/۴/۱۳ ۔ مرشدنا

وہادینا! السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ ۔ بہت دنوں سے حضور کا کوئی حکم نامہ نہیں آیا ۔ بہت سے امور کی بابت میں نے عرض کیا ہوا ہے ۔ اور سب کے لئے جواب پانے کا منتظر ہوں :۔

اخبارین اور قادیان کے خطوط سے حضور کی علالت طبع کا حال معلوم کرکے بہت افسوس ہوا ۔ دعا میں مصروف ہوں ۔ کہ اللہ تعالیٰ آپ کو صحت اور عافیت کے ساتھ ہمیشہ رکھے ۔ اور دنیا بھر میں احمدؑ کے نام کی اشاعت کا کام حضور کے ہاتھ سے مکمل ہو جاوے ۔

یہاں پر مارواڑ اور بیکانیر کے بڑے بڑے تاجر ہیں شہر کی تجارت کا اکثر حصہ اُن کے قبضہ میں ہے ۔ سب ہندو اور سناتنی ہیں ۔ بڑے مالدار ہیں ۔ جہاں کوئی موقعہ ملتا ہے ان کو بھی تبلیغ کی جاتی ہے ۔ اور عموماً سب کے سامنے تبلیغ کا رنگ ایک ہی ہوتا ہے ۔ اس واسطے سب قصوں کو دہرانے کی ضرورت نہیں ۔ بطور نمونہ ایک کا ذکر کرتا ہوں ۔ ایک بیکانیری سے گفتگو ۔

ص ۔ آپ تو اس ملک کے رہنے والے نہیں معلوم ہوتے
ب ۔ ہاں صاحب! ہیں تو بیکانیر کے ۔ مگر تین پشتوں سے یہاں رہتے ہیں ۔ اب تو یہی ملک ہو گیا
ص ۔ آپ سناتنی ہندو ہیں ؟
ب ۔ ہاں ۔ سناتن دہرم کے ہیں ۔
ص ۔ آپ اوتاروں کو مانتے ہیں ؟
ب ۔ سب اوتاروں کو مانتے ہیں ۔ سب کی پوجا کرتے ہیں
(اس کے بعد اوتار کے لفظ پر اور اس کی تعریف پر گفتگو ہو کر یہ فیصلہ ہوا ۔ کہ اوتار خدا نہیں ہو جاتے ۔ بلکہ خدا کے پیاروں کو اوتار کہتے ہیں ۔ اور یہ لفظ ہمارے لفظ نبی کا ترجمہ ہے ۔ پھر عرب اور شام کے اوتاروں کا ماننا ضروری تسلیم کیا گیا ۔)
ص ۔ اس زمانہ میں بھی خدا تعالیٰ نے ایک اوتار بھیجا ہے ۔
ب ۔ وہ کہاں ہوئے ۔
ص ۔ ہمارے ملک پنجاب میں ۔ امرتسر آپ جانتے ہیں
ب ۔ امرتسر میں نے دیکھا ہے ۔
ص ۔ امرتسر کے قریب بٹالہ ریلوے سٹیشن ہے ۔
ب ۔ بٹالہ سُنتا ہے ۔ (مس کو مش بولتے ہیں)
ص ۔ بٹالہ سے گیارہ میل قادیان ایک جگہ ہے ۔ وہاں ہوئے ۔ میں نے ان کو دیکھا ہے ۔ اور مانا ہے ۔ انہوں نے بڑے بڑے اچرج کام کئے ۔ (بعض پیشگوئیوں کا ذکر ۔ حضرۃ مسیح موعود کی قوت قدسی کا ذکر) ۔ اس کے بعد
ب ۔ وہ مسلمانوں میں سے تھے ؟
ص ۔ مسلمان کیا اور ہندو کیا ۔ سب کے واسطے ہوئے ۔
ب ۔ بیشک فقیر تو سب کا سانجھا ہے انکا نام ؟
ص ۔ اُن کا نام احمدؑ ہے ۔ قادیان میں ہوئے ۔
(بار بار کہہ کر احمدؑ اور قادیان کے الفاظ اس کے نوک زبان کرائے گئے ۔ تاکہ آگے کہیں ذکر کر سکے ۔ اور بھول نہ جائے) ۔ ان کو ماننا سب کے واسطے ضروری ہے !۔
ب ۔ ہم مانتے ہیں ۔ صاحب! ہم نے مانا ۔ ایشور کے پیاروں کا کیونکر انکار ہو ۔ انکار کرنا بدبخت کا کام ہے ۔
اچھا سلام ۔

ایک باغ میں چند بنگالی نوجوان تفریح کے واسطے بیٹھے تھے ۔ ان کو سلسلہ کی خبر دیگئی ۔ اور حضرت احمدؑ علیہ الصلوٰۃ والسلام کے مشن پاک سے آگاہ کیا گیا ۔ طبائع انکار پر مُصر نہیں ہیں ۔ بلکہ قبول کرنے کو تیار ہیں ۔

عاجز محمد صادق ۔ عفی اللہ عنہ

تصحیح

۲۷ ۔ مئی کے الفضل صفحہ ۲۰ ۔ سطرہ ۵ پر "نبوت سے انکار کے یہ معنے ہیں ۔ کہ وہ "مسیح موعود ہیں" کی بجائے "مسیح موعود نہیں" پڑھنا چاہئے ۔

۲ ۔ صفحہ ۲۲ پر زیر عنوان "نذرانہ کا سوال" جو نوٹ شائع ہوا ہے ۔ اُس میں ایک سطر رہ گئی ہے ۔ اصل عبارت یوں ہے ۔

مولانا محمد احسن صاحب کا یہ فقرہ ہے ۔ "دربارۂ نذرانہ حضرت خلیفۃ المسیح جناب کا عنایت نامہ اس سے یہ فائدہ اٹھایا گیا ہے ۔ کہ گویا یہ اُس نذرانہ کے بارے میں سوال ہے جو خلیفۃ المسیح کی خدمت میں ان کے مرید پیش کرتے تھے حالانکہ یہ اُس نذرانہ کے بارے میں سوال ہے جو حضرت خلیفۃ المسیح کو انجمن نے کچھ وظیفہ ماہواری پیش کرنا چاہا تھا ۔ اور جسے مولانا احسن نے بوجہ ادب نذرانہ سے تعبیر کیا ۔

غیر احمدی ۔ احمدی بن گئے!

(۱) مخدوم سراج الدین صاحب ولد شرف الدین صاحب موضع سوال ۔ تحصیل پنڈدادنخان ۔ (۲) سید حیدر شاہ صاحب کنسٹبل ریلوے پولیس ۔ پٹھان کوٹ ۔ ۳ ۔ عبد اللطیف بیگ صاحب کمپونڈر پشاور برنچ ہری سنگھ ہسپتال اسلامیہ کالج ۔ (۴) مہر الٰہی صاحب گوجرہ (ہردو دن کی ڈاک)